OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol: 03, Isue:02, July-Dec 2022, pp:61-75

مغربی مفکرین کے مطابق شخصیت کی تعریف کا قرآن مجید کی روشنی میں مطالعہ

A Study of Western Thinker's Definition of Personality In The Light of Quran

Abdul Karim Tahir
Ph.D. Scholar, Department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore

Dr. Nasir Ahmed Akhtar
Chairman, Department of Islamic studies, The University of Lahore, Lahore

Submission: 28-09-2022	Accepted: 28-10-2022	Published:30-12-2022

Abstract

Western thinkers have given abundant definitions of personality. Among these thinkers, brain and psychology experts from various fields, including the fields of personality development, human resource management and management sciences, as well as theoretical and the experts of theoretical & experimental psychology and neuroscience are also included. Their deifinations are surely different from each other but Being related to a primary sources and roots they can be echoed by some definition. The phinomina is that all these definitions are made in terms of personality skills, habits and institutional capabilities. All these definitions do not seem to deal with the inner self or the human soul behind this external personality. Only the individual expression of attitudes is called personality or character, which is the cause of many scientific and theoretical fallacies and one of the main reasons for the conflicting theories and definitions of modern psychology regarding personality. While in the Holy Qur'an, personality is called Nafs and it is defined as both outward and inward. According to the Holy Qur'an, the soul consists of the body and the soul along with the intellect, heart and sight.

***Key Words**: Personality, Nafs, Self, Quran, western scholars.*

مغربی مفکرین کے مطابق شخصیت کے مطالعہ کی تاریخ کا آغاز بقراط (Hippocrates (460-370 BC کے

CC BY

طبّی نظریۂ اخلاط سے کیا جاتا ہے۔[1] اس کے مطابق شخصی اعمال اور انسانی رویے چار مختلف کیفیتوں پر منحصر ہیں جو جسم میں موجود چار مائع جات یعنی اخلاط Humors کی وجہ سے تشکیل پاتے ہیں۔[2] یہ اخلاط چار مزاجوں (1)۔ صفراوی (جگر کی جانب سے پیلی رطوبت)، (2)۔ مالیخولوی یا سوداوی (گردوں کی جانب سے سیاہ مادے)، (3)۔ خونی یا ریحی (دل کی جانب سے سرخ خون) اور (4)۔ سست بلغمی یا تر مزاج (پھیپھڑوں کی جانب سے سفید بلغم) کا سبب بنتے ہیں۔[3] اس کے بعد گیلن Galen (129-216 AD) نے اس میں مزید اضافہ کیا، اور کہا کہ بیماریوں کی بھی اور شخصیت میں موجود اختلافات کی بھی وضاحت ان کیفیتوں میں عدم توازن کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ہر آدمی ان چار مزاجوں میں سے کسی ایک کی عکاسی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر Choleric صفراوی مزاج رکھنے والا آدمی صابر اور بلند حوصلہ ہوگا۔ Melancholic مالیخولیائی مزاج کی حامل شخصیت، الگ تھلگ، مضطرب اور ناخوش ہوگا۔ Sanguine خونی مزاج رکھنے والا آدمی ہنسی مذاق کرنے والا مثبت اور حوصلہ مند ہوگا اور Phlegmatic بلغمی مزاج رکھنے والا آدمی پر سکون، قابل بھروسہ اور پر فکر ہوگا۔[4] گیلن کا یہ نظریہ ہزار سال تک رائج رہا۔[5]

1870 میں فرانز گال Franz Joseph Gall(1758-1828 CE)، نے یہ کہا کہ کھوپڑی پر موجود ابھاروں میں موجود فاصلہ انسان کے امتیازی شخصی اوصاف، کردار اور اس کی دماغی صلاحیتوں کے بارے میں آگاہی دیتے ہیں۔ گال کے بقول، اس فاصلے کو ماپنے سے اس جگہ کے نیچے موجود دماغ کے حصوں کا حجم معلوم کیا جاسکتا ہے، یہ معلومات یہ جاننے کے لیے استعمال کی جاسکتی ہے کہ اس شخص کا رویہ دوستانہ ہے یا مغرورانہ، قاتل ہے یا رحم دل۔ زبانیں بہتر سیکھ سکتا ہے یا نہیں اور ایسے ہی بہت سی دیگر چیزیں۔ ابتدائی دنوں میں فرینولوجی Phrenology بہت مشہور رہی لیکن جلد ہی تجرباتی سہارے کی عدم دستیابی کی وجہ سے ناکام ہو گئی اور جعلی سائنس کا درجہ پا کر رہ گئی۔[6] گال نے ایک چارٹ بھی بنایا تھا، جو یہ بتاتا تھا کہ کھوپڑی کا کون سا حصہ شخصیت کے کون سے اوصاف کے متعلق آگاہی دیتا ہے۔[7]

بعد کی صدیوں میں محققین نے گیلن کے نظریے میں اضافے کیے جن میں کانٹ Immanuel Kant (1724-1804 CE) اور ول ہیلم ونٹ Wilhelm Wundt (1820-1932 CE) بالخصوص شامل تھے۔ کانٹ اس بات پر گیلن کے ساتھ متفق ہے کہ ہر شخص چار مزاجوں میں سے کسی نہ کسی کے زمرے میں لایا جاسکتا ہے اور یہ کہ ان چاروں میں کوئی دوسرے پر نہیں چڑھتا۔[8] اس نے ان عادتوں کی فہرست بھی بنائی جو ان چاروں مزاجوں میں سے کسی خاص مزاج کے حامل شخص میں ہو سکتی ہیں۔ وانڈت نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ کسی بھی شخصیت کی زیادہ بہتر وضاحت دو بنیادی خطوط، جذباتی و غیر جذباتی اور قابل تبدیلی و ناقابل تبدیلی کی روشنی میں آسانی سے کی جا سکتی ہے۔ پہلا خط مضبوط جذبات کو کمزور سے علیحدہ کرتا ہے (Melancholic اور Choleric مزاجوں کو بلغمی اور خونی مزاج سے) جب کہ دوسرا خط قابلِ تبدیل مزاجوں (کلورک اور سینگوین) کو دوسرے ناقابل تبدیل (Melancholic اور بلغمی سے) مزاجوں سے الگ کرتا ہے۔[9] گیلن کے چار مزاجوں کے نظریے کو مزید بہتر بناتے ہوئے، کانٹ نے ہر مزاج کو بیان کرنے کے لیے اوصاف کے الفاظ تجویز کیے۔ وانڈت نے بعد میں اوصاف کے دو بنیادی نظریات کی روشنی میں، جن میں کہا گیا تھا کہ لوگوں کی شخصیت ان کے ظاہر میں جھلکتی ہے، لوگوں کی تربیت کی تجویز دی۔ شخصیت جانچنے کا ایک اور نظریہ فزیانومی Physiognomy کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ اس تصور پر ہے کہ

شخصیت کو چہرے کے خدوخال سے جانچا جاسکتا ہے۔ فرینولوجی اور سوموٹولوجی Samatology کے مقابلے میں جن کے لیے کوئی تحقیقی سہارا نہیں مل سکا، فزیانومی کے حوالے سے جدید تحقیق کہتی ہے کہ لوگ بعض اوقات انسان کے کردار کے بعض پہلوؤں کو صرف ان کے چہرے دیکھتے ہی جاننے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ (10) شخصیت کا جو پہلا قابل توجہ تصور علم نفسیات میں سامنے آیا وہ فرائڈ Sigmund Freud کی حرکی نفسیات کے زاویۂ نظر سے شخصیت کے معمول کے مطابق اور خلافِ معمول دونوں اطوار سے متعلق تھا۔ فرائیڈ نے شخصیت کی لاشوری سطح کو شعوری سطح سے کہیں زیادہ وسیع اور تمام انسانی تحریکات کی وجہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ ان سب کی قوت محرکہ جنس اور جارحیت کو ٹھہرایا۔ فرائیڈ کے نظریات نے اس دور کے دیگر ماہرین نفسیات اور خود اسکے اپنے شاگردوں کو شخصیت پر مزید تحقیق پر اکسایا جس کے نتیجے میں نو فرائیڈین نفسیات دانوں کا دبستان وجود میں آیا۔ اس دبستان نے فرائیڈ کے عمومی خیالات کو تو تسلیم کیا لیکن جنس کو قوت محرکہ ماننے کی بجائے معاشرت اور ثقافت ہی کو انسانی رویوں کا سبب باور کیا۔ فرائیڈ اور اس کے اخلاف کا تشکیل کردہ نظریۂ شخصیت بیسویں صدی کے پہلے نصف تک علمِ نفسیات کے حلقوں میں مقبول رہا۔ لیکن اس کے بعد سے اب تک مغربی علم نفسیات میں شخصیت کے حوالے سے کئی افکار و نظریات سامنے آ چکے ہیں۔ ان میں قابل توجہ مُدرِّسی Learning، اِنسِیّتی Humanitics ، حیاتیاتی Biological، ارتقائی Evolutional، خصلتی Traits اور سماجی Cultural نظریات ہیں۔ شخصیت کے حوالے سے ایسے ہی افکار و تناظرات نے بیسویں صدی کے نصف آخر سے تاحال کئی ابحاث و نظریات کو جنم دیا جو عموماً تمام دنیا مگر بالخصوص مغرب میں نفسیاتی علوم میں ایک نئے مگر باقاعدہ شعبۂ علم "تعمیرِ شخصیت "*Personality Development* کی تاسیس کا سبب بنے۔

شخصیت کی مغربی تعبیر و تشریح

مغرب میں انسانی شخصیت کے نفسیاتی مطالعات کی باقاعدہ علمی کوششوں کا آغاز فرائیڈ سے ہوا جسے اس کے شاگردوں ایڈلر، ینگ، ایرکسن اور ہورنے نے آگے بڑھایا۔ (11) مغربی مفکرین نے ذہن، شعور، نفسیاتِ انسانی اور شخصیت پر اپنے اپنے نظریات پیش کئے لیکن شخصیت کی کوئی حرف بحرف تعریف ان کے یہاں نہیں ملتی۔ شخصیت کی جن تعریفوں کو علم نفسیات میں کلاسیکل حیثیت حاصل ہے اور جو کتبِ نفسیات میں عموما نقل کی جاتی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

> *Personality is a dynamic organization, inside the person, of psychophysical systems that create the person's characteristic patterns of behavior, thoughts and feelings.* (12)
>
> شخصیت فرد کے داخل میں نفسیاتی نظامات کی ایک متحرک تنظیم ہے جو فرد کے رویے، خیالات اور احساسات کے کرداری رویوں کو تخلیق کرتی ہے۔

> *More or less stable, internal factors make one person's behavior consistent from one time to another, and different from the behavior other people would manifest in comparable situations.* (13)
>
> "کم و بیش غیر متحرک داخلی اسباب کسی شخص کے رویے کو ایک یا دوسرے وقت مستقل رکھتے ہیں اور ان رویوں سے مختلف رکھتے ہیں جو قابلِ موازنہ حالات میں دوسرے افراد سے صادر ہوتے۔"

1960 میں اشاعت پذیر ان ابتدائی تعریفات سے واضح ہے کہ کلاسیکی نفسیات کے آغاز ہی سے مغربی علمائے نفسیات شخصیت کی کسی واحد المعنی تعریف پر متفق نہیں ہو سکے۔ منقولہ تعریفات اس لحاظ سے تو متضاد ہیں ہی کہ ایک میں شخصیت انسانی کو متحرک اور دوسری میں غیر متحرک باور کیا گیا ہے لیکن اس لحاظ سے بھی مختلف ہیں کہ ایک میں رویوں کا سبب (نفسیاتی نظامات کو ٹھہرا کر انہیں کو) متعین کر دیا گیا ہے جب کہ دوسری میں داخلی اسباب کو بلا تعین چھوڑا گیا۔اس سے یہ مفہوم اخذ کرنا غیر ممکن نہیں کہ معرّف داخلی اسباب میں داخلی نفسیاتی نظامات کے ساتھ ساتھ یا ان کے علاوہ بھی کچھ دیگر داخلی اسباب کا نقشہ بھی اپنے ذہن میں بھی رکھتا ہے جو کم از کم اس کے خیال میں قابل مشاہدہ یا تجزیہ نہیں۔[14]

معاصرانہ اعتبار سے تا حال یہی صورت ہے۔ شخصیت کی معاصر تعریفات مختلف شعبوں میں کام کرنے والے ماہرینِ دماغ و نفسیات نے کی ہیں۔ جن میں تعمیرِ شخصیت،افرادی قوت کی تنظیم سازی(Human Resource Management) اورعلوم الانتظام (Management Sciences)کے شعبہ ہائے مطالعہ کے ساتھ ساتھ نظریاتی و تجرباتی نفسیات (Theoretical & Experimental psychology) اور اعصابی و دماغی علوم (Neuroscience) کے ماہرین بھی شامل ہیں۔ان کا ایک دوسری سے مختلف ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ واقع بھی ہے۔البتہ متعدد تعاریف ایسی ہیں جن کے الفاظ مختلف ہونے کے باوجود علم نفسیات کے کسی نہ کسی ایک دبستان سے متعلق ہونے کے باعث انہیں کسی نہ کسی تعریف کی بازگشت گردانا جاسکتا ہے گو ان میں بعض اپنی کسی مخصوص جہت کے سبب شخصیت کے تعارف میں اہمیت کی حامل ہیں۔سطورِ ذیل میں کوشش کی گئی ہے کہ شخصیت سے متعلق چند نمائندہ تعاریف کے ساتھ کچھ ذیلی تعاریف بھی شامل کی جائیں تاکہ متعلقہ معاصر تصورات کی ایک مجموعی صورت سامنے آ جائے ۔ ڈنہم اردن *R. B. Dunham* اپنی کتاب ،ادارہ جاتی رویے (Organizational Behavior) میں شخصیت کی تعریف اداراتی نفسیات کے حوالے سے کی گئی ہے:

> *Personality distinguishes you from other people and defines your general nature. Your overall personality is composed of a collection of psychological characteristics or traits which determines your personal preferences and individual style of behavior.*) 15(
>
> "(تمہاری) شخصیت)وہ ہے جو(تمہیں دوسروں سے جدا کرتی ہے اور تمہاری عمومی فطرت کو متعین کرتی ہے۔ (دریں حال کہ) تمہاری کامل شخصیت ان نفسیاتی خصوصیات یا خصلتوں کے مجموعے سے بنی ہوتی ہے جو تمہاری ذاتی ترجیحات اور تمہارے رویے کے انفرادی اسلوب کی تخصیص کرتا ہے۔"

افرادی قوت کی تنظیم سازیHuman Resources Developmentکے معروف ماہرین، می تھس اور جیکسن Mathis & Jacksonکے مطابق شخصیت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

> *Personality is a unique blend of individual characteristics that can affect how a person interacts with his or her work environment.* [16]

شخصیت؛ ذاتی خصوصیات کا (ایسا) منفرد مجموعہ ہے جو کسی فرد (کے ان رویوں) پر مؤثر ثابت ہوتی ہے جس طرح (کے رویے وہ) اپنے ماحولِ کار کے ساتھ تعامل کے دوران اختیار کرتا ہے۔

تجارتی نفسیات Business Psychology اور نفسیاتی ریاضیاتی تجزیے Psychometrics کے ماہر مارک پارکنسن شخصیت کی تعریف اس انداز میں کرتا ہے:

> *personality is the characteristic way in which someone responds to situations, or, if you like, their preferred way of behaving towards particular circumstances and other people.* (17)
>
> شخصیت وہ کرداری قرینہ ہے جس سے کوئی فرد درپیش معاملات پر رد عمل دیتا ہے، یا تم یوں بھی سمجھ سکتے ہو کہ وہ مخصوص حالات یا اشخاص کے ساتھ جو ترجیحی رویہ رکھتا ہے وہ اس کی شخصیت ہے۔"

گویا اداراتی، تنظیمی اور تجارتی نفسیات کے لحاظ سے شخصیت، اپنے ماحول یا اشخاص کے ساتھ تعامل یا درپیش صورتِ حال کے ردِ عمل میں اختیار کئے جانے والے انفرادی اسلوب کی تہہ میں کارفرما ذاتی و کرداری خصوصیات کے ایسے مجموعے کا نام ہے، جو کسی بھی فرد کے ترجیحی رویوں کو متعین کرتی ہے۔ان تعریفات کا غالب عنصر ان انفرادی کرداری خصوصیات کے مجموعے کو شخصیت قرار دینے پر زور دیتا نظر آتا ہے جو کسی فرد کے دوسرے افراد، صورتِ حال یا ماحولِ کار کے ردِ عمل یا تعامل ہی کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے رویے کے پس پشت محسوس ہوں۔ اسی طرح کسی نے شخصیت یعنی انفرادی صلاحیتوں کے مجموعی رد عمل کو قائدانہ صلاحیتوں کے اظہار سے جوڑا ہے(18)، کسی نے اعمال کی متاثر کن انجام دہی سے(19)، کسی نے حصولِ مقاصد سے اس کا رشتہ قائم کیا ہے(20)، اور کسی نے ان تمام کے حصول کو شخصیت کی تعریف میں شامل کیا ہے۔(21)

برٹرم Dave Bartram نے البتہ ایک تعریف میں انفرادی صلاحیت یا قابلیت کی جگہ شخصیت کو کسی ایک یا زیادہ مہارتوں کے اظہار سے وابستہ جانا ہے۔(22) یہاں مہارت یا مہارتوں سے مراد، معاشرتی طور پر تال میل، مدد و تعاون، ذہنی و وقوفی حوالے سے تجزیہ و تعبیر، جذباتی اعتبار سے ماحول کے مطابق اپنے طرزِ عمل اور حکمتِ عملی میں تبدیلی اور رویہ جاتی لحاظ سے نظم اور انجام دہی پر دسترس ہے۔(23) شخصیت کی ایک زیادہ جامع تعریف یوں بھی کی گئی:

> *'Personality is that pattern of characteristic thoughts, feelings, and behaviors that distinguishes one person from another and that persists over time and situation.* (24)
>
> شخصیت: امتیازی خیالات، جذبات اور رویوں کا وہ خاص انداز ہے جو ایک فرد کو دوسرے سے منفرد کرتا ہے اور جو وقت اور حالات کے ساتھ نہیں بدلتا۔

ایسی ہی ایک اور تعریف نفسیات دان ڈی ینگ DeYoung اور نیوروسائنسدان ایڈل سٹین Adelstein نے یہ کی:

> *personality is an affect processing system that describes persistent human behavioral responses to broad classes of environmental stimuli, characterizing a unique individual.* (25)

شخصیت، اثر اندازی کی انجام پذیری کا ایک نظام ہے جو انسان کے مستقل رویہ جاتی رد عمل کو بیان کرتا ہے جو وہ ماحولیاتی محرکات کی نسبت سے ایک منفرد فرد کی خاصیت ظاہر کرتے ہوئے اختیار کرتا ہے۔

ایک نسبتاً آسان اور قدرے جامع تعریف یوں بھی کی گئی:

Personality is the unique combination of patterns that influence behavior, thought, motivation, and emotion in a human being.(26)

شخصیت ان اسالیب کا منفرد مجموعہ ہے جو ایک انسان میں رویے، خیال، لگن اور جذبے کو متاثر کرتی ہے۔

شخصیت کی چند مزید جدید تعریفات بھی درج ذیل ہیں:

The various styles of behavior that different organisms habitually reflect. (27)

(شخصیت سے مراد) مختلف اسالیب کے وہ رویے ہیں جو ذی حیات عادتاً ظاہر کرتے ہیں۔

The visible aspect of one's character as it impresses others. (28)

کسی کے کردار کا وہ پہلو جو دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔

The characteristic manner in which one thinks, feels, behaves, and relates to others. (29)

وہ امتیازی/طبعی انداز ہیں جن کے ذریعے شخص سوچتا، محسوس کرتا، برتتا اور دوسرے سے تعلق بناتا ہے۔

جدید مغربی مفکرین کی شخصیت کے حوالے سے بیسیوں تعریفات اور متعدد نظریات کے باوجود *Jannica Heinström* کے مطابق صورت یہ ہے:

Even today, we do not know the exact mechanisms behind personality.(30)

"حتی کہ تاحال ہم شخصیت کے پسِ پردہ حقیقی محرکات سے آگاہ نہیں۔"

ایک کمی یہ بھی ہے کہ تمام معروف تعریفات شخصیت کے پسِ پردہ ذات یا نفسِ انسانی سے تعرض کرتی نظر نہیں آتیں۔ محض رویوں کے انفرادی اظہار کو ہی شخصیت یا ذات قرار دیا جانا کئی علمی و نظریاتی مغالطوں کا سبب اور شخصیت کے حوالے سے جدید نفسیات کے متعارض نظریات و تعریفات کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے۔

شخصیت کی قرآنی تعبیر و تشریح

قرآن کے مطابق انسان جسم و روح کا مرقع ہے جسے مجموعی طور پر ذات یا نفس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔(31) اس کا جسم مٹی سے بنا ہے جو عالمِ اسفل کی مخلوق ہے اور تغیر و تبدیلی یا حدث کی آماجگاہ ہے چنانچہ یہ جسم محدود اور زمان و مکاں کے سانچوں میں مقید ہے۔ دوسری طرف روح ہے جو عالمِ امر سے ہے اور زمان و مکان کی قیود سے ورا ہے۔ انہی دونوں کے مجموعے

کو اسلامی روایت میں نفس یا ذات انسانی کہا جاتا ہے۔ شخصیت کے روایتی مغربی نظریات میں ذات یا نفس (Self) کے بہت سے دائرے ہیں۔ یہ ینگ Carl Jung کے لفظوں میں ماورائے ذات علم آشکار کر سکتی ہے۔[32] سلائیون *Harry Stack Sullivan* کی نظر میں یہ یعنی ذات یا نفسِ انسانی شخصی تعامل کا باقاعدہ نظام ہے۔[33] ماسلو *Abraham Maslow* کے مطابق یہی وہ شے ہے جو نفسیاتی ترقی کے لیے انگیخت پیدا کرتی اور اسکی لگن رکھتی ہے۔[34] جبکہ بومستر Baumeister اور ایکسلین Juola Exline کے نزدیک یہی یعنی نفس انسانی، انسانوں میں مثبت نیکیوں کی بڑھوتری کی وجہ ہے۔[35] اس کے برعکس اسلام میں ذات کو مختلف الفاظ؛ نفس، فواد یا قلب اور روح کے الفاظ سے سمجھا جاتا ہے۔[36] غزالی اور کئی دیگر اسلامی محققین کے نزدیک یہ نفس ہی کی مختلف حالتیں ہیں۔[37] جو بالترتیب نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ اور نفسِ مطمئنہ کے مدارج سے ایک ہی حقیقت یعنی ذات یا نفسِ انسانی ہی کی ترجمان اور اسی ہی کے باطنی و روحانی حقائق کی غماز ہیں۔الگ بھی دیکھیں تو فواد یا قلب ذات کی روحانی دریافت کے حوالے سے ذاتِ انسانی کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، چونکہ یہ اپنی خلقت میں گہری روحانی دانش رکھتا ہے لہٰذا اسی کے ذریعے ہی کوئی فرد خدا سے اپنا تعلق قائم کر سکتا اور توحید کی تکمیل کر سکتا ہے۔ یوں فواد یا قلب ہی ایک انسان کے لئے، جو خود کو حقیقت الحقائق کی طرف متوجہ پائے، اس کائنات اور اس کے خالق کو جاننے میں ذکاوتِ دماغ کی نسبت زیادہ عمیق تفہیم کا موقع فراہم کرتا ہے۔[38] روح کو الگ سے بیان کیا جائے تو، آیاتِ قرآن کی رو سے روح، ازل میں فطرت انسانی کی پیدائش کے وقت خدا کی جانب سے پھونکا گیا امرِ الٰہی ہے۔ جس کے بغیر انسان نہ وجود پذیر ہو سکتا ہے نہ ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ نفس ایک تو ذاتِ انسانی کو ہی کہا جاتا ہے اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات میں نفس یا نفسِ امارہ اس درجۂ ذات کا بھی نام ہے جو انسان کو دنیوی اور مادی خواہشات و لذات کی طرف مائل و راغب کرتا اور اپنی اصل ذات سے دور لے جاتا ہے، اسلامی ادبیات میں نفس کا لفظ جہاں بھی ان معانی میں آیا ہے اس سے نفسِ امارہ ہی مراد ہے مجموعی طور پر ذات یا نفس انسانی نہیں جیسا کہ سورہ یوسف، آیت 53 سے واضح ہے۔ یہی وہ نفس ہے جس کے خلاف جہاد کو اصل مجاہدہ کہا گیا۔[39] نفس کے خلاف یہ غلبہ پانا ہر مسلمان کے لیے ہر وقت بطورِ خاص فرض ہے۔ اسلامی تعلیات کی رو سے نفسِ امارہ کے مقابل ذاتِ انسانی کی تعمیر و ترقی کی بنیاد فطرت کے تصور پر قائم ہے۔ فطرت نفسِ انسان میں ودیعت، خالق کی جانب جہد کرنے کی صلاحیت اور ایسا وہبۂ الٰہی ہے جو انسان کی حقیقتِ مطلقہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جب کہ ذاتِ انسانی یا نفس انسانی خود فواد، روح اور جسم کا مجموعہ ہے جو اپنی تعمیر کے لئے اپنی فطرتِ روحانی کے شعور اور وحی الٰہی کا محتاج ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان فطری طور پر نیکی کا رجحان اور برائی سے مدافعت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حاصل یہ کہ مغربی فکر میں جس شے کو شخصیت (Personality) کہا جاتا ہے اسلام میں اسے اس نام کی جگہ نفس یا ذات (Self) کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے اور اسے محض حیاتیاتی، معاشرتی یا جذباتی اسباب کے سبب انفرادی اظہاری رویوں کی حیوانی اکائی باور کرنے کے بجائے ایک روحانی اور جسمانی دونوں حیثیتوں کی حامل ذات/ نفس مانا گیا ہے جو اپنی روحانی فطرت میں خیر کا طالب اور جسدی بناوٹ میں مادیت کے رجحان میں مبتلا ہوتا ہے مگر جس پر وہ اپنی فطرت اور وحی الٰہی کی ہدایت کی روشنی میں قابو پا جانے کی صلاحیت سے متصف کیا گیا ہے اور اسکی یہ ذات اسی مقصد کے لئے تخلیق کی گئی کہ وہ مادی تقاضوں پر قابو پا کر خلافت الٰہی پر فائز ہونے کے مقصد الٰہی پر نگران رہے۔

لغات میں نفس کے مندرجہ ذیل معانی دیئے گئے ہیں۔[40] کسی شے کی ذات، حقیقت اور کلیت، روح، منبع الحیاۃ،

عقل، حس تمیز، حیول و عواطف، خون، تنفس۔ اس کے علاوہ بھی یہ لفظ عربی میں کئی معانی میں مستعمل ہے۔ زبیدی نے اس کے پندرہ مفاہیم بیان کیے ہیں۔ (41) اور مندرجہ بالا کے علاوہ ان میں عظمت، عزت، ، ہمت، ارادہ، سزا، غیب، ناک، آنکھ، پاس ہونا اور چہرہ رنگنے کے رنگ کو بھی ان میں شامل کیا ہے۔ محض قرآن کریم ہی کی طرف رجوع کریں تو اس میں لفظ نفس 267 مرتبہ استعمال کیا گیا ہے اور اہم ترین مدلولات نفس درج ذیل ہیں:

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ (42)

اور اس دن سے ڈرو جب کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ آئے اور نہ اس سے بدلہ قبول کیا جائے اور نہ اسکو کسی کی سفارش کچھ فائدہ دے اور نہ لوگوں کو کسی اور طرح کی مدد مل سکے۔

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا۔ (43)

کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی۔

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا۔ (44)

اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے ذمے یہ بات لکھ دی کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اسکے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ (45)

مومنو! اپنے آپکو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہونگے اور جس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں وہ کسی حکم کی جو اللہ انکو دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انکو ملتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔ (46)

اور طلاق والی عورتیں تین حیض تک اپنے تئیں روکے رہیں

قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ۔ (47)

زلیخا نے کہا تو یہ وہی ہے جسکے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں اور بیشک میں نے اسکو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر یہ بچا رہا اور اگر یہ وہ کام نہ کرے گا جو میں اسے کہتی ہوں تو قید کر دیا جائے گا اور ذلیل ہوگا۔

يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (48)

ان پر سونے کی طشتریوں اور پیالیوں کا دور چلے گا اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے موجود ہوگا اور اے اہل جنت تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا۔[49]

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے۔

لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ۔[50]

اسکے آگے اور پیچھے اللہ کے چوکیدار ہیں جو اللہ کے حکم سے اسکی نگرانی کرتے ہیں۔ اللہ اس نعمت کو جو کسی قوم کو حاصل ہے نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت کو نہ بدلے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ پھر نہیں سکتی۔ اور اللہ کے سوا ان کا والی نہیں ہوتا۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ۔[51]

اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو خیالات اسکے دل میں گذرتے ہیں ہم انکو جانتے ہیں۔ اور ہم تو رگ جان سے بھی زیادہ اسکے قریب ہیں۔

وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۔[52]

اور نفس لوامہ کی قسم کھاتا ہوں کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔[53]

اور میں اپنے آپکو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ انسان کو برائی ہی سکھاتا رہتا ہے۔ مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم فرمائے۔ بیشک میرا پروردگار بخشنے والا ہے مہربان ہے۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۔[54]

اے اطمینان والی جان !۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۔[55]

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا اور نفس کو بیجا خواہشوں سے روکتا رہا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[56]

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا یعنی اوّل اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت پیدا کرکے روئے زمین پر پھیلا دیئے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ۔[57]

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے راحت حاصل کرے سو جب وہ اسکے پاس جاتا ہے تو اسے ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے اور وہ اسکے ساتھ چلتی پھرتی ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا۔[58]

اے پیغمبر اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں تو شاید تم انکے پیچھے رنج کر کر کے اپنے تئیں ہلاک کر دو گے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔(59)

بنی اسرائیل کے لئے تورات کے نازل ہونے سے پہلے کھانے کی تمام چیزیں حلال تھیں بجز ان کے جو یعقوب نے خود اپنے اوپر حرام کرلی تھیں کہدو کہ اگر سچے ہو تو تورات لاؤ اور اسے پڑھو یعنی دلیل پیش کرو۔

قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَن نَّفْسِي وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِن كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِن قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔(60)

یوسف نے کہا اسی نے مجھ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور اسکے خاندان میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ اگر اس کا کرتا آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی اور یوسف جھوٹا ہے۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ۔(61)

اور اللہ تمکو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔

تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔(62)

جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا، بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔

قُل لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُل لِّلَّهِ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۔(63)

کہو کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے کس کا ہے کہدو اللہ کا۔ اس نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔ وہ تم سب کو قیامت کے دن جس میں کچھ بھی شک نہیں ضرور جمع کرے گا جن لوگوں نے اپنے آپکو نقصان میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔

نتائج

مغربی مفکرین نے شخصیت کی بہت سی مختلف تعریفات کی ہیں۔ ان تعریفات کا غالب عنصر شخصیت کے تعین میں صرف انفرادی کرداری خصوصیات کو مدنظر رکھتا ہے اور ان خصوصیات کے مجموعے کو شخصیت قرار دیتا ہے۔ یہ خصوصیات کسی فرد کے دوسرے افراد، صورتِ حال یا ماحول کا رکے ردِ عمل یا تعامل ہی کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے رویے سے متعین ہوتی ہیں۔ یعنی مادی رویے، اظہارات اور کسی حد تک شخصی مہارتوں کے نتیجے میں حاصل ہونے والی قیادت کی صلاحیت وغیرہ جیسی صفات ہی شخصیت کی مغربی تعریفات کا حصہ دکھائی دیتی ہیں۔ قرآن مجید شخصیت کو نفس سے تعبیر کرتا ہے اور اس کے مادی و روحانی دونوں پہلوؤں کے مجموعے کو نفس کا نام دیتا ہے۔ اس کے داخلی اور باطنی خصائل و خصوصیات کی درستگی اور تربیت بھی تبھی ممکن ہو سکتی ہے جب اس کے باطنی رویوں پر نظر رکھی جائے کیوں کہ ظاہری اعمال و افعال کا دار و مدار باطن کی کارگزاری پر مشتمل ہے۔ قرآنی اصطلاح میں نفس کو مغربی مفکرین کی شخصیت / پرسنیلٹی کے مترادف قرار دیا جا سکتا ہے لیکن پرسنیلٹی / شخصیت کی تعریف اپنی نوعیت میں ادھوری ہے اور وہ انسان کے ظاہر و باطن کے مجموعے پر منطبق نہیں کی جا سکتی۔ نفس ظاہر و باطن دونوں کو شامل ہے

جب کہ شخصیت صرف ظاہری احوال و آثار کا مجموعہ قرار دی جا سکتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) *Eysenck, Sybil BG, Hans J. Eysenck, and Paul Barrett. "A revised version of the psychoticism scale." Personality and individual differences 6, no. 1 (1985): 21-29.*

(2) *Clark, Lee Anna, and David Watson. "Temperament: An organizing paradigm for trait psychology." (2008).*

(3) *Noga, O., M. Peiser, M. Altenähr, H. Knieling, R. Wanner, G. Hanf, R. Grosse, and N. Suttorp. "Differential activation of dendritic cells by nerve growth factor and brain-derived neurotrophic factor." Clinical & Experimental Allergy 37, no. 11 (2007): 1701-1708.*

(4) *Clark, Lee Anna and David B Watson. "Temperament: An organizing paradigm for trait psychology." (2008).*

(5) *Stelmack, Robert M. and Anastasios Stalikas. "Galen and the humour theory of temperament." Personality and Individual Differences 12 (1991): 255-263.*

(6) *Raymond E. Fancher, Pioneers of Psychology (New York: W.W. Horton, 1979).*

(7) *George Sidney Brett, The History of Psychology (Bristol: Thoemmes Press, 1998).*

(8) *Michael W. Eysenck and Nazanin Derakshan, "Anxiety, Processing Efficiency, and Cognitive Performance," European Psychologist 12, no. 1 (2009): pp. 75-75, https://doi.org/10.1027/1016-9040.12.1.75.*

(9) *Michael W. Eysenck and Nazanin Derakshan, "Anxiety, Processing Efficiency, and Cognitive Performance," European Psychologist 12, no. 1 (2009): pp. 75-75, https://doi.org/10.1027/1016-9040.12.1.75.*

(10) *Rule, Nicholas O., Nalini Ambady, Reginald B. Adams Jr, and C. Neil Macrae. "Accuracy and awareness in the perception and categorization of male sexual orientation." Journal of personality and social psychology 95, no. 5 (2008): 1019.*

(11) *Boag S. Ego, drives, and the dynamics of internal objects. Front Psychol. 2014;5:666. doi:10.3389/fpsyg.2014.00666*

(12) *Gordon Willard Allport, Pattern and Growth in Personality: By Gordon W. Allport (London, U.K: Holt, Rienhart and Winston, 1961), 28.*

(13) *Edgar F. Borgatta and William W. Lambert, Handbook of Personality Theory and Research (Chicago, U.S: Rand Macnally and Co., 1968), 83.*

(14) *Philip Corr and Gerald Matthews, The Cambridge Handbook of Personality Psychology (Cambridge, U.K: Cambridge University Press, 2020).:383*

(15) *Randall B. Dunham, Organizational Behavior People and Processes in Management (Homewood, Illinois: Richard D. Irwin, Inc, 1984), 221.*

(16) *Robert, L. Mathis, John H. Jackson, Human Resource Management (Singapore, Srilanka: McGraw-Hill Education, 2016), 238.*

(17) *Mark Parkinson, How to Master Personality Questionnaires: Times London England (London, U.K: Kogan Page, 2000), 12.*

(18) *Hogan, R., & Kaiser, R. B. (2005). What we know about leadership. Review of General Psychology, 9, 169–180*

(19) *Brian Tate, "A Longitudinal Study of the Relationships Among Self-Monitoring, Authentic Leadership, and Perceptions of Leadership," Journal of Leadership &Amp; Organizational Studies 15, no. 1 (August 1, 2008): pp. 16-29, https://doi.org/10.1177/1548051808318002.*

(20) *Wang, Mo & Erdheim, Jesse. (2007). Does the five-factor model of personality relate to goal orientation?. Personality and Individual Differences. 43. 1493-1505.*

(21) *Hough, L. M., & Oswald, F. L. (2008). Personality testing and industrial–organizational psychology: Reflections, progress, and prospects. Industrial and Organizational Psychology, 1(3), 272-290.*

(22) *Bartram, D. (2005). The Great Eight competencies: a criterion-centric approach to validation. The Journal of applied psychology, 90 6, 1185-2003 .*

(23) *Bidjerano, T., & Dai, D. Y. (2007). The relationship between the big-five model of personality and self-regulated learning strategies. Learning and individual differences, 17(1), 69-81.*

(24). *Phares, E. J. (1991). Introduction to psychology. (3rd. ed.) New York: Harper Collins Publishers.Pp:4*

(25) *DeYoung, C.G. (2010), Personality Neuroscience and the Biology of Traits. Social and Personality Psychology Compass, 4: 1165-1180., Adelstein, J. S., Shehzad, Z., Mennes, M., DeYoung, C. G., Zuo, X. N., Kelly, C., ... & Milham, M. P. (2011). Personality is reflected in the brain's intrinsic functional architecture. PloS one, 6(11), e27633.*

(26) *Walter Mischel et al., Introduction to Personality (New York, New York: Wiley, 2007), 15.*

(27) *Rychlak, J.F. (1981), Freud's confrontation with the telic mind. J. Hist. Behav. Sci., 17: 176-183.*

(28) *Merriam-Webster.com Dictionary, s.v. "personality," accessed November 8, 2022, https://www.merriam-webster.com/dictionary/personality.*

(29) *Widiger, Verheul, & van den Brink, 1999*

(30) *Heinström, Jannica, Personality Theory (Brockton, Massachusetts: SGC Production, 2015), 2.*

(31) *Al-Attas, S. M. N. (1990). The nature of man and the psychology of the human soul. Kuala Lumpur: International Institute of Islamic Thought and Civilization*

(32) *C. G. Jung, W. S. Dell, and Cary F. Baynes, Modern Man in Search of a Soul (Eastford, Connecticut: Martino Fine Books, 2017), 23.*

(33) *Harry Stack Sullivan, The Interpersonal Theory of Psychiatry (Abingdon, U.K: Routledge, 2011), 15.*

(34) *Abraham H. Maslow and Robert Frager, Motivation and Personality (New Delhi, India: Pearson Education, 1987), 447-448.*

(35) *Baumeister, R. F., & Juola Exline, J. (1999). Virtue, personality, and social relations: Self-control as the moral muscle. Journal of personality, 67(6), 1165-1194.*

(36) *Inayat, Q. "The Islamic concept of the self ". British Counselling Review, 20 (2005), 2–10.*

(37) *Othman, Nooraini."A Preface to the Islamic Personality Psychology." International Journal of Psychological Studies. 8 (2016). 10.5539/ijps.v8n1p20.*

(38) *Smither, Robert D. and Alireza Khorsandi. "The implicit personality theory of Islam." Psychology of Religion and Spirituality 1 (2009): 81-96.*

(39) روایت کے الفاظ یوں ہیں:

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ.رَوَاهُ

أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَ ابْنُ حِبَّانَ، وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

1: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 6 /20، الرقم /23996، والترمذي في السنن، كتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من مات مرابطًا، 4 /165، الرقم /1621، والبزار في المسند، 2 /156، الرقم /3753، والحاكم في المستدرک، 2 /156، الرقم /2637، وابن حبان في الصحيح، 10 /484، الرقم /4624، والطبراني في المعجم الكبير، 18 /256، الرقم /641، وأبو عوانة في المسند، 4 /496، الرقم /7463، والبيهقي في الزهد الكبير/163، الرقم /369.

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: (بڑا) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔اس حدیث کو امام احمد نے، ترمذی نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(40) ابن منظور، لسان العرب، ج: 14، ص: 358، 359

(41) الزبیدی، تاج العروس، ج: 9، ص: 16، 17

(42) البقرۃ: ۱۲۳

(43) البقرۃ: ۲۳۳

(44) المائدۃ: ۳۲

(45) التحریم: ۶

(46) البقرۃ: ۲۲۸

(47) یوسف: ۳۲

(48) الزخرف: ۱۷

(49) الاسراء: ۲۵

(50) الرعد: ۱۱

(51) ق: ۱۶

(52) القیامۃ: ۲

(53) یوسف: ۵۳

(54) الفجر: ۲۷

(55) النازعات: ۴۰

(56) النساء: ۱

(57) الأعراف: ۱۸۹

(58) الکہف: ٦

(59) آل عمران: ۹۳

(60) یوسف: ۲٦

(61) آل عمران: ۳۰

(62) المائدۃ: ۱۱٦

(63) الأنعام: ۱۲